سوال

(709) نماز کے بعد اجتماعی دعا کی حیثیت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا نماز سے فارغ ہو کر آدمی دعا مانگ سکتا ہے ؟ درج ذیل حدیث کی وضاحت فرمادیں :

’اَنَّ عَبدَاللّٰهِ بنَ الزُّبَیرِ رَاٰی رَجُلًا رَافِعًا یَدَیهِ قَبلَ اَن یَّفرُغَ مِن صَلٰوتِهٖ فَلَمَّا فَرَغَ مِنهَا قَالَ : اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَم یَکُن یَرفَعُ یَدَیهِ حَتّٰی یَفرُغَ مِن صَلٰوتِهٖ ‘ رجالہ ثقات مجمع الزوائد ص ۱۴۹

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز ختم ہونے سے پہلے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہا ہے تو نماز کے بعد آپ نے اس سے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد ہی ہاتھ اٹھاتے تھے‘‘ (اس کے سب راوی ثقہ ہیں)

نیز فتاوی اہلحدیث جلد نمبر ا ص ۱۹۰ فتاویٰ نذیریہ جلد نمبر ا ص ۵۴۴ میں بھی ہے کہ یہ دعا شرعا درست اور مستحب ہے ۔ تو اگر آپ کہیں کہ نماز کے بعد دعا کرنے کے ثبوت میں جو حدیثیں آتی ہیں وہ ضعیف ہیں تو عرض ہے حدیث ’اِنَّمَا الاَعمَالُ بِالنِّیَّاتِ ‘ بھی ضعیف ہے اور نماز عید کی پہلی رکعت میں سات تکبیروں اور دوسری میں پانچ تکبیروں والی روایت بھی ضعیف ہے ۔ مراد یہ ہے کہ جب ایک حدیث چاہے وہ ضعیف ہو اگر اس کے خلاف کوئی حسن صحیح روایت نہ ہو تو وہ حدیث ضعیف بھی احادیث کے قوانین کے مطابق حسن اور صحیح حدیث کا درجہ رکھتی ہے ۔ آپ بتلایئے کہ دعا نہ کرنے کے متعلق کون سی صحیح احادیث ہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

روایت ہذا کی سند کے بارے میں آگاہی حاصل نہیں ہوسکی، کہ وہ صحیح ہے یا غیر صحیح۔ کسی حدیث کے راوی ثقہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا، کہ حدیث صحیح ہے ۔ امکان ہے کہ اس کی سند میں انقطاع ہو، یا اس میں کوئی اور مدلس راوی ہو، جس نے تحدیث یا سماع کی صراحت نہ کی ہو۔ لہٰذا وہ لوگ جو محض رواۃ کے ثقہ ہونے پر حدیث کو صحیح سمجھ بیٹھے ہیں، وہ غلطی میں مبتلا ہیں ۔ حافظ ھیثمی کی عادت ہے، کہ وہ ابن حبان کی توثیق پر اعتماد کرتے ہیں ۔ طبرانی کے شیوخ کے بارے میں ہیثمی کا نرالا اصول ہے ۔ وہ مجمع الزوائد کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں :

’’طبرانی کے وہ شیوخ جن کا ذکر ’’میزان الاعتدال للذہبی‘‘ میں ہے، ان کے ضعف کے بارے میں، میں نے آگاہ کردیا ہے، اور جو اس میں (میزان میں) نہیں ان کو میں نے ثقات میں شمار کیا ہے ۔‘‘

دوسری بات یہ ہے، کہ اس حدیث میں اجتماعی دعا کا ذکر نہیں۔ زیادہ سے زیادہ اس سے انفرادی دعا پر استدلال ہوسکتا ہے۔ فتاوی اہلحدیث اور فتاوی نذیریہ میں ذکر کردہ دلائل محل نظر ہیں۔ مثلاً فتاوی نذیریہ اور فتاوی اہلحدیث میں بحوالہ ابن ابی شیبہ روایت ہے، کہ سیدنا عامر کہتے ہیں: میںنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی جب آپ نے سلام پھیرا تو قبلہ کی طرف سے منہ پھیر کر (مقتدیوں کی طرف متوجہ ہوئے) 'رفع یدیہ، ودعا'' دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔'' علامہ عبید اللہ رحمانی رحمہ اللہ حدیث ہذا پر طویل بحث کے بعد فرماتے ہیں: ''مذکورہ تفصیل سے واضح ہوگیا، کہ مختصر اور مطوّل دونوں میں سے کسی روایت میں بھی 'ورفع یدیہ، ودعا' کی زیاتی موجود نہیں''

ویسے بھی یہ روایت عامر سے نہیں، بلکہ یزید بن ابی مسعود عامری سے مروی ہے اور باقی دلائل بھی ضعف کی بناء پر لائقِ استدلال نہیں۔ ان کا ضعف فتاوی اہلحدیث میں بھی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے، (۲/۱۹۳۔۱۹۳)

راجح بات یہ ہے، کہ فضائل واعمال میں ضعیف حدیث ناقابلِ اعتبار ہے۔ ''محدث'' کے کسی شمارے میں مسئلہ ہذا پر ہم تفصیلی گفتگو کرچکے ہیں۔ اسکی طرف مراجعت مفید ہے۔ واضح ہو کہ ہمارے شیوخ محدث روپڑی اور محدث گوندلوی نماز کے بعد اجتماعی دعا کے عملاً قائل وفاعل نہ تھے، الا یہ کہ کسی کی طرف سے دعا کی درخواست ہو۔ چنانچہ مقتدیوں میں سے کسی کے تقاضے پر یا امام کی کسی ضرورت اور مطالبے پر اجتماعی دعا کرنا جائز ہے۔ جبکہ اسے نمازوں میں معمول بناء لینا خلاف سنت رسول ہے۔ حدیث 'انّما الاعمالُ'... صحیح ہے، لیکن اس میں دعا کا کہاں تذکرہ ہے؟ اس روایت کو یہاں پیش کرنا بغیر محل ہے۔ عیدین کی تکبیروں والی روایت شواہد کی بناء پر صحیح ہے۔ تفصیل کےلئے ملاحظہ ہو! إرواء الغلیل (۳/۱۰۷/۶۳۹) اور سواطع القمرین فی تخریج احکام العیدین (۱۴۵۔۱۵۲)

اہلِ علم میں سے کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں کہ ضعیف حدیث عدم تعارض کی بناء پر حسن اور صحیح حدیث کا درجہ رکھتی ہے۔ امام مسلم مقدمہ صحیح مسلم میں فرماتے ہیں:

''جو شخص ضعیف حدیث کا ضعف جاننے کے باوجود بیان نہیں کرتا، وہ اپنے اس فعل کی وجہ سے گنہگار ہے اور عوام الناس کو دھوکہ دیتا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے، کہ اس کی بیان کردہ احادیث کو سننے والا ان سب پر یا ان میں سے بعض پر عمل کرے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ سب احادیث یا ان میں سے اکثر احادیث اکاذیب ہوں اور ان کی کوئی اصل نہ ہو۔ جب کہ صحیح احادیث اس قدر ہیں، کہ ان کے ہوتے ہوئے ضعیف احادیث کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ بہت سے لوگ ضعیف اور مجہول اسانید والی احادیث جاننے کے باوجود محض اس لئے روایت کرتے ہیں، کہ عوام الناس میں ان کی شہرت ہو اور یہ کہا جائے، کہ ان کے پاس کتنی احادیث ہیں اور اس نے کتنی کتابیں تالیف کردی ہیں۔ جو شخص علم کے معاملے میں یہ روش اختیار کرتا ہے، اس کےلئے علم میں کچھ حصہ نہیں ہے اور اسے عالم کہنے کی بجائے، جاہل کہنا زیادہ مناسب ہے۔

نماز کے بعد دعا کرنے کی دلیل نہ ہونے کی وجہ سے یہ فعل درست نہیں۔ کیونکہ عبادات اصلاً توقیفی ہیں۔ یعنی شریعت کی بیان کردہ ہی ہیں۔ ان میں کسی کی مرضی، خواہش اور منشا کا کوئی دخل نہیں۔

ضروری وضاحت اور شکریہ: ہفت روزہ الاعتصام ۱۲ جنوری ۲۰۰۱ء کے احکام ومسائل میں بسلسلہ اجتماعی دعا بعد از فرائض حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا ایک اثر ذکر ہوا تھا، کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز ختم ہونے سے پہلے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہا تھا تو نماز کے بعد آپ نے اس سے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد ہی ہاتھ اٹھاتے تھے، روایت ہذا کے متعلق آگاہی سے میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تھا، بعد میں بعض احباب نے مجھے محترم حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی d کی تحقیق سے آگاہ کیا کہ یہ اَثر ''جامع المسانید'' حافظ ابن کثیر میں موجود ہے لیکن سلیمان العطار کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اس مخلصانہ کاوش اور توجہ دلانے پر میں ان حضرات کا بے حد شکر گزار ہوں۔ (حافظ ثناء اللہ خان مدنی)

تعاقب: ''الاعتصام'' کے بعض فتویٰ پر تعاقب اور ان کا جائزہ: گزشتہ دنوں سندھ سے سید محمد قاسم شاہ صاحب بن پیر محب اللہ شاہ راشدیؒ کی طرف سے ایک مراسلہ ملا جس میں انہوں نے میرے ''الاعتصام'' میں شائع ہونے والے چار مختلف فتووں پر تعاقب فرمایا ہے۔ ان کے سوالات اور جوابات ترتیب وار ذیل میں ملاحظہ فرمائیں! (ثناء اللہ مدنی)

محترم المقام جلیل القدر جناب حافظ ثناء اللہ مدنی صاحب (سلمک اللہ سبحانہ وتعالیٰ) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ مزاج عالی مع الخیر ہوں گے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ : صفحہ:598

محدث فتویٰ